"استحصالی ٹیکسیشن کا خاتمہ"

تحریر: مریم شعیب

دنیا بھر میں آج معاشی ناہمواری ایک تلخ حقیقت بن چکی ہے۔ ایک طرف چند لوگ ہیں جن کے پاس بے پناہ دولت جمع ہے، اور دوسری طرف کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے بھی جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ عدم مساوات اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب حکومتیں ایسا ٹیکس نظام نافذ کرتی ہیں جو زیادہ تر عوام پر بوجھ ڈال دیتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے چودہ سو سال پہلے ہی ایک ایسا معاشی نظام دیا تھا جو انصاف، توازن اور فلاح پر مبنی ہے۔ اس نظام کی بنیاد زکوٰۃ ہے، جو صرف دولت کی تقسیم کا ذریعہ نہیں بلکہ روحانی اور معاشرتی اصلاح کا بھی ذریعہ ہے۔ اگر ہم زکوٰۃ پر مبنی معیشت کو اپنا لیں تو نہ صرف ظالمانہ ٹیکسوں کا خاتمہ ممکن ہے بلکہ ایک منصفانہ، خوشحال اور مستحکم معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

موجودہ ٹیکس کا نظام عام طور پر اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ حکومت کو آمدنی تو حاصل ہو، مگر اس کا بوجھ عام عوام کے کندھوں پر آجائے۔ تنخواہ دار طبقہ اپنی محدود آمدن سے ٹیکس دیتا ہے جبکہ امیر طبقہ مختلف راستوں سے ٹیکس بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بڑے صنعت کار یا جاگیردار اپنے اثر و رسوخ سے ٹیکسوں میں رعایت حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ایک عام شہری کے لیے ایسا ممکن نہیں ہوتا۔ اس طرح معاشرتی عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔ روزمرہ

اشیاء پر لگنے والے ٹیکس جیسے سیلز ٹیکس، پٹرول، بجلی اور گیس پر ٹیکس بھی سب سے زیادہ اثر غریبوں پر ڈالتے ہیں۔ ایک مزدور جب اپنی محدود آمدنی سے ٹیکس دیا کرتا ہے تو اس کے لیے زندگی مزید مشکل ہو جاتی ہے۔ یہی نظام اسلام کے نزدیک ظالمانہ ہے کیونکہ اس میں دولت مند کو فائدہ اور غریب کو نقصان ہوتا ہے۔

اسلامی نظامِ معیشت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ دولت ایک جگہ جمع نہ رہے بلکہ گردش میں رہے۔ زکوٰۃ کا نظام اسی مقصد کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا"، یعنی ان کے مالوں سے زکوٰۃ لو تاکہ انہیں پاک کرو اور ان کی روحانی و اخلاقی تربیت ہو۔ زکوٰۃ نہ صرف امیر کے دل کو نرم کرتی ہے بلکہ غریب کے دل میں امید پیدا کرتی ہے۔ جب کوئی شخص اپنی محنت کی کمائی کا ایک حصہ اللہ کی رضا کے لیے دیتا ہے تو اس سے معاشرے میں برکت اور اعتماد بڑھتا ہے۔

زکوٰۃ کے نظام کے بے شمار فوائد ہیں۔ اگر اسے پورے شعور اور دیانتداری کے ساتھ نافذ کیا جائے تو غربت میں واضح کمی آسکتی ہے۔ امیر اپنی دولت کا ایک حصہ زکوٰۃ میں دیتے ہیں جو مستحق افراد تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس سے آمدن کا منصفانہ بٹوارہ ممکن ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے غریب افراد کو وقتی امداد دینے کے بجائے انہیں مستقل روزگار کے مواقع فراہم کیے جا سکتے ہیں، جیسے چھوٹے کاروبار کے لیے سرمایہ یا ہنر سکھانے کے پروگرام۔ جب ایک غریب خود کمائی

کرنے لگتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی زندگی بہتر بناتا ہے بلکہ دوسروں کے لیے بھی روزگار پیدا کرتا ہے۔ یہی اسلامی معیشت کا حسن ہے۔

زکوٰۃ اور ٹیکس میں بہت واضح فرق ہے۔ زکوٰۃ ایک دینی فریضہ ہے جو ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر لازم ہے، جبکہ ٹیکس ایک سرکاری تقاضا ہے۔ زکوٰۃ کی شرح مقرر ہے یعنی ڈھائی فیصد سالانہ، لیکن ٹیکس کی شرح وقتاً فوقتاً بڑھائی جا سکتی ہے۔ زکوٰۃ کے نظام میں برکت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے، جب کہ ٹیکس کا نظام اکثر لوگوں میں بے اعتمادی اور مایوسی پیدا کرتا ہے۔ اسلام میں دولت کو چھپانے یا ٹیکس سے بچنے کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ زکوٰۃ دراصل ایک عبادت ہے۔

پاکستان جیسے اسلامی ملک میں زکوٰۃ پر مبنی نظامِ معیشت نہ صرف ممکن ہے بلکہ ضروری بھی ہے۔ اگر حکومت ایک مرکزی زکوٰۃ فنڈ قائم کرے، جس میں تمام شہری اپنی زکوٰۃ جمع کروائیں، تو یہ رقم تعلیم، صحت، روزگار اور فلاحی منصوبوں میں استعمال کی جا سکتی ہے۔ جدید دور میں ٹیکنالوجی کی مدد سے مستحق افراد کی شناخت آسان ہو گئی ہے۔ نادرا کے ریکارڈ، بینک ڈیٹا اور سماجی فلاحی اداروں کے تعاون سے ایک ایسا نظام بنایا جا سکتا ہے جس میں زکوٰۃ کی رقم درست اور شفاف طریقے سے تقسیم ہو۔ اگر ہر ضلع میں زکوٰۃ کونسل قائم کی جائے جو عوامی نمائندوں اور علما پر مشتمل ہو، تو یہ نظام اعتماد کے ساتھ چلایا جا سکتا ہے۔

زکوٰۃ کے نفاذ سے عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ کم کیا جا سکتا ہے۔ جب حکومت کے پاس زکوٰۃ کے ذریعے خاطر خواہ وسائل آئیں گے تو وہ غیر ضروری ٹیکس ختم کر سکتی ہے۔ بجلی، گیس اور پٹرول پر لگنے والے بھاری ٹیکس ختم ہونے سے عوام کو فوری ریلیف ملے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر زکوٰۃ کی رقم سے چھوٹے کاروباروں کو فروغ دیا جائے تو معیشت میں گردش پیدا ہوگی اور بے روزگاری کم ہوگی۔ مثال کے طور پر اگر ایک مستحق خاندان کو زکوٰۃ سے چھوٹی سی رقم دی جائے تاکہ وہ کوئی دکان یا ہنر کا کام شروع کرے، تو یہ رقم صدقہ جاریہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

کئی اسلامی ممالک نے زکوٰۃ کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کیا ہے۔ ملائیشیا، سعودی عرب، قطر اور کویت میں باقاعدہ زکوٰۃ ڈیپارٹمنٹس قائم ہیں جو سالانہ اربوں روپے جمع کرتے ہیں۔ یہ رقم تعلیم، صحت اور فلاحی کاموں پر خرچ کی جاتی ہے۔ ان ممالک میں زکوٰۃ کے نظام نے غربت میں نمایاں کمی پیدا کی ہے۔ لوگ خود زکوٰۃ دینے میں خوشی محسوس کرتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ ان کی رقم صحیح جگہ جا رہی ہے۔ اگر پاکستان بھی انہی اصولوں کو اپنائے تو وہ نہ صرف معاشی طور پر مضبوط ہو سکتا ہے بلکہ ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بن سکتا ہے۔

زکوٰۃ کا نظام معاشی توازن کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی سکون بھی دیتا ہے۔ اس سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے، خودغرضی ختم ہوتی ہے، اور معاشرے میں اعتماد بڑھتا ہے۔ جب ایک شخص جانتا ہے کہ اس کی زکوٰۃ کسی ضرورت مند کے کام آ رہی ہے، تو اسے اپنے مال میں مزید

برکت محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح، جب ایک غریب کو مدد ملتی ہے تو اس کے دل میں حسد کے بجائے شکر پیدا ہوتا ہے۔ یہی وہ روحانی ہم آہنگی ہے جو ایک پرامن معاشرہ قائم کرنے کے لیے ضروری ہے۔

اسلام نے ہمیشہ اعتدال اور توازن کی تعلیم دی ہے۔ زکوٰۃ کے نظام میں دولت کے بہاؤ کا ایسا توازن قائم ہوتا ہے جس سے کوئی طبقہ حد سے زیادہ امیر یا حد سے زیادہ غریب نہیں رہتا۔ اگر دنیا کے تمام مسلمان ممالک زکوٰۃ کو اپنے قومی بجٹ کا حصہ بنا لیں تو مسلم دنیا میں غربت تقریباً ختم کی جا سکتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق، صرف پاکستان میں اگر تمام صاحبِ نصاب افراد صحیح زکوٰۃ ادا کریں تو سالانہ کھربوں روپے جمع ہو سکتے ہیں جو ملکی بجٹ کا بڑا حصہ بن سکتے ہیں۔

اسلام کا پیغام یہ ہے کہ دولت اللہ کی امانت ہے، انسان اس کا مالک نہیں بلکہ امین ہے۔ جب ہم اس امانت کا حق ادا کرتے ہیں تو معاشرہ بہتر ہوتا ہے۔ اگر ہم زکوٰۃ کے نظام کو اپنائیں تو ہمیں نہ صرف دنیاوی سکون حاصل ہوگا بلکہ آخرت میں بھی کامیابی ملے گی۔ اس لیے اب وقت آگیا ہے کہ ہم ظالمانہ ٹیکسوں سے نجات حاصل کر کے زکوٰۃ پر مبنی ایک عادلانہ معیشت کی بنیاد رکھیں۔ یہ نظام انصاف، بھائی چارے اور فلاح کی ضمانت دیتا ہے، اور یہی وہ راستہ ہے جو ہمیں حقیقی ترقی اور سکون کی طرف لے جاتا ہے۔